آذان واقامت کے الفاظ اور معانی
حضرت بلالؓ کی آذان

جناب پروفیسر مقبول احمد صاحب قاضی

درسِ حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ:۔

اُمر بلال ان یشفع الاذن ویوتر الاقامۃ الا الاقامۃ　(صحاح ستہ)

حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کو حکم دیا گیا کہ وہ آذان بصورت شفع اور اقامت بصورت وتر کہیں ماسوائے قد قامت الصلوٰۃ الفاظ کے (یعنی یہ الفاظ دہرا کر کہیں)

حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کی آذان و اقامت کے متعلق سب سے زیادہ مستند اور صحیح یہ ہی روایت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے کا حکم آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا تھا کیونکہ شرعی مسائل اور خصوصاً عبادات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون حکم دے سکتا تھا؟ چنانچہ سنن نسائی کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا تھا۔ نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بلالاً رضی اللہ عنہٗ ۔

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہٗ کو حکم دیا الخ ۔

اسی طرح بیہقی میں یہ حدیث بایں الفاظ مذکور ہے ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بلالاً ان یشفع الاذان و یوتر الاقامۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان کے الفاظ دہرا کر اور اقامت کے الفاظ دہرائے بغیر کہیں ۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کی اذان اور اقامت کے الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مقرر ہوئے تھے اور ایسا حکم آپ کے سوا اور کسی نے نہیں دیا تھا۔ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہٗ کو ایسی آذان و اقامت کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نے

دیا تھا۔ مگر یہ بات اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی کیونکہ ہجرت کے پہلے سال جب کہ آذان شروع ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی مسجد نبوی کے موذن رہے ۔ آخر آپ اس تمام عرصہ میں جو آذان اور اقامت پڑھتے رہے وہ کس کے حکم سے تھی ؟

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے خواب میں آذان سیکھی اور صبح آپ کو ساری بات بتائی تو آپؐ نے عبداللہ بن زید کو فرمایا :۔

قم مع بلال ،فالق علیہ ما رایت فانہ اندای صوتاً منک قال فقمت مع بلال فجعلت القیہ علیہ ویوذن بہ ۔

بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے آذان بتائے جاؤ جو تم نے خواب میں سیکھی ہے ۔ کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے ۔ چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ کو بتاتا گیا اور وہ اذان دیتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں سب سے اوّلین اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دی ۔ اور یہ وہی آذان تھی جس کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں سیکھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مشروع قرار دیا اور سب سے پہلی اقامت بھی وہ تھی جو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت بلالؓ کو سکھائی اور آپ نے پھر تا حیات وہ اقامت کہی ۔ اور اس آذان و اقامت کے تحت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر عزیز کی تمام نمازیں ادا کیں ۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے جو آذان و اقامت خواب میں سیکھی، جس کی صداقت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی جس اذان و اقامت کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ادا کیا اور جس اذان و اقامت کے تحت آپ نے پوری زندگی تمام صحابہ سمیت نمازیں ادا کیں وہ اذان اور اقامت یہ ہیں ۔

آذان :۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ ، اشہد ان محمد رسول اللہ ۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح ، حی علی الفلاح ۔ اللہ اکبر ، اللہ اکبر ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

اقامت :۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۔ اشہد ان محمد رسول اللہ ۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح ۔ قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ ۔ اللہ اکبر ۔ اللہ اکبر ۔ لا الٰہ الا اللہ ۔

یہ ہی حضرت بلالؓ کی اذان تھی اور یہ ہی اقامت تھی ۔ حدیث میں ہے کہ :۔

فکان بلال مولی ابی بکر یوذن بذالک و یدعو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ ۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ ہی آذان دینے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کیطرف بلاتے تھے۔

اذان میں تثویب :۔ تثویب سے مراد یہ ہے کہ نماز فجر کی آذان میں حی علی الفلاح دو مرتبہ کہنے کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کے الفاظ کہے جائیں۔

حدیث میں ذکر ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر کے لئے بلانے کے لیے آئے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ آرام فرما رہے ہیں۔ اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند کہا الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) چنانچہ اس کے بعد ان الفاظ کو نماز فجر کا حصہ بنا دیا گیا۔ ابوداؤد وغیرہ میں حضرت ابو محذورۃ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آذان سکھائی تو آپ نے فرمایا۔

اذا کنت فی اذان الصبح فقلت حی علی الفلاح فقل الصلوٰۃ خیر من النوم

صبح کی آذان میں جب تم حی علی الفلاح کہہ چکو تو الصلوٰۃ خیر من النوم کہو۔

ابوداؤد میں یہ حدیث دو اسناد سے مروی ہے، ایک سند میں ضعف ہے مگر دوسری سند کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ نسائی میں بھی یہ روایت مروی ہے اور اس کو بھی ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ طبرانی اور بیہقی میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت موجود ہے۔ جس کی سند کو ائمہ نے "حسن" کہا ہے۔ ابن خزیمہ، دار قطنی اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :۔

من السنۃ اذا قال المؤذن فی الفجر حی علی الفلاح قال الصلوٰۃ خیر من النوم۔

یہ بھی سنت ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان دے تو حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔

صحابہ کرام اور ائمہ عظام میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت انس رضی اللہ عنہ، حسن بصری، ابن سیرین، امام زہری، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ امام ثوری، امام ابو ثور سے ثابت ہے کہ نماز فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا سنت ہے۔ اس معاملہ میں صرف حضرت امام شافعی کے دو اقوال ہیں ایک قدیم کہ سنت ہے اور دوسرا جدید کہ بدعت ہے، جن صحابہ کرام سے تثویب کا انکار مروی ہے غالباً انہوں نے مطلق تثویب کا انکار نہیں کیا بلکہ انہوں نے نماز فجر کی آذان کے علاوہ دیگر نمازوں مثلاً ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی اذانوں میں تثویب کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ بعض آئمہ مثلاً ابو یوسف اور امام نخعی کا خیال ہے کہ تثویب ہر نماز میں سنت ہے۔

آج کل ہر آذان کے آغاز میں موذن جو درود وسلام پڑھتا ہے اس کا شریعت سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ نہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کبھی ایسا کیا اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور موذن نے اس قسم کے نام نہاد اور خود ساختہ صلوٰۃ سلام کو کبھی پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن زید کو خواب میں جس آذان کی تعلیم دی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آذان کو مشروع قرار دیا۔ اور آپ نے اپنے صحابہ کرام کو جس آذان کی تعلیم دی اس میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ آذان کے آغاز میں ایسے کلمات کہے جائیں یہ سراسر بدعت ہے اور یہ شیطان کا پھیلایا ہوا دام ہم رنگ زمین ہے جس میں سادہ لوح اور جاہل عوام حب رسول کی آڑ میں پھنس چکے ہیں۔ اور جسے ان پڑھ مولویوں اور سطحی علم کے حامل بعض واعظین نے آذان کا حصہ بنا دیا ہے۔ اگر یہ صلوٰۃ وسلام آذان کے آغاز میں نیکی کا کام ہوتے تو اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کبھی محروم نہ رہتے۔ اور خود سرور دوجہاں اس کی تعلیم ضرور دیتے۔ اب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ اپنے موذنوں کو یہ نہیں بتایا کہ اذان سے قبل یہ الفاظ بھی کہے جائیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہم ایسا کر کے دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور جو چیز آپ بھول گئے تھے وہ ہم آپ کو یاد دلا رہے ہیں۔ آپ اپنی امت کو یہ تعلیم دینا بھول گئے اور ہم نے اس کی تعلیم دے دی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑی توہین رسالت اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اذان سے قبل آج کل کے مروجہ کلمات بدعت ہیں اور بالواسطہ طور پر توہین رسالت کے مترادف ہیں لہٰذا ان سے اجتناب ضروری ہے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی آذان اور اقامت:۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے مشہور موذن حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے موذن بننے کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد واپس لوٹے تو آپ کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف قبائل آپ سے لڑنے کے لیے حنین میں فروکش ہیں۔ دراصل ہوازن اور ثقیف دونوں قبائل کو جب آپ کی مدینہ سے روانگی کی خبر ملی تو انہوں نے یہ سمجھا کہ آپ ان سے لڑنے کے لیے آرہے ہیں لہٰذا یہ دونوں قبائل اپنے مقامات پر جمع ہو گئے۔ مگر جب انہیں اس بات کا پتہ چلا کہ آپ مکہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ نے مکہ فتح کر لیا ہے تو یہ قبائل آپ سے لڑنے کے لیے خود بڑھے۔ اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو آپ ان سے لڑنے کے لیے خود آگے بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا اور دشمنوں کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا

پڑا۔ اس غزوہ حنین کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ امام ابوبکر محمد بن موسیٰ حازمی ۵۸۴ھ م نے اپنی کتاب الاعتبار میں حضرت ابومحذورہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے نکلے تو ہم دس آدمی آپ کی تلاش میں نکلے، ایک مقام پر ہم نے دیکھا کہ مسلمان نماز کے لیے آذان دے رہے ہیں۔ ہم بھی مذاقاً ان کی نقل میں آذانیں دینے لگے۔ جب ہماری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان آذان دینے والوں میں ایک آدمی کی آواز بہت خوب اور بھلی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلا بھیجا۔ ہم سب نے باری باری آپؐ کی موجودگی میں آذان دی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے آخر میں آذان دی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے فرمایا جاؤ بیت اللہ کے پاس جاکر اذان دو۔ میں نے عرض کیا کس طرح یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب آپ نے مجھے یہ آذان سکھائی۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح، حی علی الفلاح۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم

"الاعتبار" میں ابومحذورۃ کی اذان یہاں تک ہی مذکور ہے لیکن دیگر کتب احادیث مسلم، نسائی ابوداؤد وغیرہ میں بقیہ کلمات کی تعلیم بھی منقول ہے۔ جو یہ ہیں۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ

ابومحذورہ کی یہ روایت بخاری میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ اس روایت کا متن مضطرب ہے۔ بعض روایات میں آغاز آذان میں اللہ اکبر کے الفاظ کا صرف دو مرتبہ کہنے کا ذکر ہے۔ بعض میں چار مرتبہ۔ چند روایات میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا ذکر ہے۔ بعض میں نہیں۔ بعض روایات میں الصلوٰۃ خیر من النوم تک آذان مذکور ہے بعض میں لا الہ الا اللہ تک۔

ابومحذورۃ کی اقامت:۔ آذان کے ساتھ ساتھ حضرت ابومحذورۃ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی تعلیم بھی دی۔ جو اس طرح ہے۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول

اشهد ان محمد رسول الله - حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح
قد قامت الصلوٰۃ ، قد قامت الصلوٰۃ- اللہ اکبر- اللہ اکبر- لا الہ الا اللہ -

فقہاءؒ کا مسلک :- حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام احمد بن حنبل، سعید بن مسیب ، عروۃ بن زبیر زہری - مالک بن انس اور جمہور علماء و فقہاء کے علاوہ اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے سلسلہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایت زیادہ معتبر اور صحیح ہے لہٰذا ان کا اسی پر عمل ہے ان کے نزدیک اقامت کے گیارہ کلمات ہیں جو ماسوائے دو کلمات کے سب مفرد ہیں - صرف آغاز میں اللہ اکبر دو مرتبہ اور قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ ہے - باقی کلمات ایک ایک مرتبہ ہی ہیں مگر امام ابو حنیفہ ؒ امام ثوریؒ اور بعض دیگر کوفی علماء کا خیال ہے کہ آذان کی طرح اقامت کے کلمات کے بھی دو دو مرتبہ ادا کئے جائیں - ان کا استدلال حضرت ابو محذورہ کی روایت سے ہے ان کا کہنا ہے کہ چونکہ ابو محذورہ کا واقعہ جس میں آپ نے انہیں اذان و اقامت کی تعلیم دی ۸ھ کا ہے - جو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے بعد کا ہے لہٰذا حضرت ابو محذورہ والی روایت سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی روایت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے - مگر حنفیہ کی یہ بات درست نہیں ہے -

اولاً:- اس لیے کہ ناسخ روایت کا منسوخ روایت کے مقابلہ میں سنداً قوی ہونا ضروری ہے - اور اس کا باعتبار متن بھی اقویٰ ہونا ضروری ہے - مگر یہاں صورت حال اس کے برعکس ہے - امام حازمی فرماتے ہیں -

وغیر مخفی علی من الحدیث صناعتہ ان حدیث ابی محذورۃ لا یوازی حدیث انس فی جہۃ واحدۃ فی الترجیحات فضلاً عن الجہات کلہا - ومنہا ان جماعۃ من الحفاظ ذھبوا الی ان ھذہ اللفظۃ فی تثنیۃ الاقامۃ غیر محفوظۃ -

جس شخص کو فن حدیث سے تھوڑا سا بھی شغف ہے وہ جانتا ہے کہ ابو محذورہ کی حدیث کسی ایک وجہ ترجیح میں بھی حضرت انس کی حدیث کے برابر نہیں چہ جائیکہ وہ تمام وجوہ ترجیحات میں برابر ہو - اور حفاظ کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ دوہری تکبیر والی روایت کے الفاظ محفوظ نہیں -

ثانیاً :- اس لیے کہ خود ابو محذورہ سے ایک دوسری روایت بھی یہ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مفرد کلمات پر مشتمل اقامت کی تعلیم دی - ابو محذورہ فرماتے ہیں -

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ (الاعتبار حازمی)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان شفع اور اقامت وتر کہنے کا حکم دیا -

یہ روایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بالکل مطابق ہے۔

حضرت ابومحذورہ کی اقامت کے متعلق ان کے گھر کے ایک فرد کا کہنا ہے کہ:۔

ادرکت جدی و ابی و اھلی یقیمون الصلوٰۃ فیقولون۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ، اشھد ان محمد رسول اللہ، حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح قد قامت الصلوٰۃ، قد قامت الصلوٰۃ۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ (اعتبار)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود ابومحذورہ، اور ان کے اہل خاندان مفرد کلمات پر مشتمل اقامت کہا کرتے تھے۔ جو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اقامت کی طرح ہے۔ اس لیے ابومحذورۃ کی دوہری تکبیر والی روایت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کس طرح منسوخ قرار پا سکتی ہے۔ بلکہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اصل اقامت ہے ہی مفرد کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں موذنوں سے اس کی روایت موجود ہے۔

ثالثاً: اگر حضرت ابومحذورہ والی روایت زیادہ صحیح ہے اور ۸ھ کا واقعہ ہونے کی بنا پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی ناسخ ہے تو پھر حضرت انس کی پوری روایت ہی منسوخ ہونی چاہیے اس میں سے صرف اقامت کا حصہ کیوں منسوخ ہے اور اذان کا حصہ کیوں منسوخ نہیں ہے! یہ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ ایک ہی حدیث کے متن کا ایک حصہ تو منسوخ ہے اور دوسرا حصہ غیر منسوخ اگر حضرت محذورہ کی روایت ناسخ ہے تو پھر حنفیہ نے آذان کے بارہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آذان کیوں اختیار کی ہے۔ یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ اذان ایک حدیث کی اور اقامت دوسری حدیث کی۔ ابومحذورہؓ کی آذان کو حنفیہ تسلیم نہیں کرتے۔ مگر اقامت کو تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اقامت کو تسلیم نہیں کرتے مگر آذان کو تسلیم کرتے ہیں۔ آخر یہ دورنگی کیوں؟ جناب شیخ کا قدم ایک سمت میں کیوں نہیں اٹھتا کبھی ادھر اور کبھی ادھر کیوں لڑکھڑا رہا ہے؟ مگر اس میں حیرانگی اور تعجب کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ تقلید شخصی کا کرشمہ ہے مقلدین کا اس طرح احادیث کو کھلونا بنانا ایک عام معمول ہے۔ جس کی بے شمار مثالیں حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین میں بیان کیں ہیں۔ جس طالب حق کو تفصیل درکار ہو وہاں دیکھ سکتا ہے۔

رابعاً:۔ کیا واقعہ غزوہ حنین میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان و اقامت کی تعلیم دینے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آذان و اقامت کے منصب سے موقوف فرما دیا تھا؟ یا آپ اس کے بعد بھی اذان و اقامت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

بات تو طے شدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک آپ نے باقاعدہ اذان واقامت کہی۔ اختلاف صرف اس بارہ میں ہے کہ آیا آپ نے اس کے بعد بھی یہ کام کیا یا کہ نہیں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے عہد خلافت میں بھی اس منصب پر برقرار رہے اور پھر آپ کی وفات کے بعد ملک شام چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صرف ایک مرتبہ آذان دی اور پھر ملک شام میں چلے گئے اور وہیں اپنے ناق کو جا ملے بہر حال اس بارہ میں کوئی شک نہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، جیسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سرور دو جہاں رحمۃ للعالمین کی زندگی میں مدینہ چھوڑ جائیں یا یہ کہ اذان دینے سے محترز ہوں۔ بلکہ آپ حضورؐ کی وفات تک اذان دیتے رہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جو آذان دیتا تھا وہی تکبیر کہتا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بعض لوگوں نے کہا کہ ابو محذورہؓ کا واقعہ عبداللہ بن زیدؓ کے واقعہ سے بہت بعد کا ہے۔ لہٰذا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ، کی روایت پر عمل کیوں نہ کیا جائے تو آپ نے فرمایا:۔

ء لیس قد رجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ فاقر بلالاً علی اذان عبداللہ بن زید

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ واپس آئے تو حضرت بلالؓ کو عبد اللہ بن زید کی آذان پر برقرار نہیں رکھا؟

اسی طرح آپ فرماتے ہیں :۔

اذان بلال هو اخر الاذان ۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آذان آخری آذان ہے ۔

اس تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ اذان واقامت کے بارہ میں مسلک اہل حدیث ہی صحیح ترین مسلک ہے اور حنفیہ کا مسلک کمزور ترین ہے ۔ (جاری)

صفحہ ۵۶ سے آگے

یہ مادیین، یہ تجدد پسند، یہ معاشی اقدار سے اسلامی احکام کو ناپنے والے اس خون بہانے کی حکمت کو کیا سمجھیں ؟ یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جس کے سر پر دستار فضیلت بندھی ہوئی ہو اور منبر خطابت کو زینت دے رہا ہو۔ وہ اس قربانی کے فلسفے کو بھی سمجھ سکے ۔ ؎

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند